www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مقالات

عبدالرشید عراقی

غزواتِ نبوی، (جو قرآن میں مذکور ہیں)

اہلِ سِیَر کی اصطلاح میں "غزوہ" اس فوجی مہم کو کہتے ہیں جن میں خود آنحضرت ﷺ نے شرکت فرمائی تھی۔ اور "سریہ" ان مہمات کو کہا جاتا ہے، جن میں خود آپ نے شرکت نہیں فرمائی۔ بلکہ آپ نے کسی صحابی کی سرکردگی میں فوجی مہم روانہ کی ہو۔ اس طرح عہدِ نبوت کی ساری دفاعی فوجی مہمات کو دو قسموں پر منقسم کردیا گیا ہے اور انہیں اصطلاحی نام "غزوات و سرایا" دیئے گئے ہیں تاکہ ان دونوں قسموں کی مہمات میں امتیاز قائم رہے۔ آنحضرت ﷺ کو اعلانِ نبوت کے بعد اپنی ۲۳ سالہ حیاتِ طیبہ میں ۸۶ غزوات و سرایا کے معرکے پیش آئے۔ مولانا مفتی عزیز الرحمان بجنوری نے اپنی کتاب تاریخ میں غزوات و سرایا کی جو فہرست دی ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے: غزوات: ۲۸، سرایا: ۵۵، عمرۃ القضاء: ۱، حج ابوبکر: ۱، حجۃ الوداع: ۱، میزان: ۸۶۔ قرآن مجید میں ۱۲ غزوات کا ذکر آیا ہے، ان کی مختصر تفصیل قرآن مجید اور کتبِ سیر و تاریخ کی روشنی میں درج ذیل ہے۔ (عراقی)

(۱) غزوۂ بدر:

اس کا ذکر سورۃ الانفال (آیت: ۵،۴۱) اور سورۂ آل عمران (آیت: ۱۲۳) میں آیا ہے۔

سورۃ الانفال (آیت: ۵) "جب کہ تیرا رب تجھے حق کے ساتھ، تیرے گھر سے نکال لایا تھا اور مومنوں میں سے ایک گروہ کو یہ سخت ناگوار تھا۔" (تفہیم القرآن)

(آیت: ۴۱) "اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو فیصلے کے روز یعنی دونوں فوجوں کے مڈبھیڑ کے دن ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تھی، (تو یہ حصہ بخوشی ادا کرو) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (تفہیم القرآن)

سورۃ آل عمران (آیت: ۱۲۳) "آخر اس سے پہلے جنگِ بدر میں اللہ تمہاری مدد کرچکا تھا حالانکہ تم اس وقت بہت کمزور تھے۔ لہٰذا تم کو چاہیے کہ اللہ کی ناشکری سے بچو۔ امید ہے کہ اب تم شکرگزار بنو گے۔"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

غزوۂ بدر، رمضان ۲ ہجری میں پیش آیا، اس میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی، جنگِ بدر کو اللہ تعالیٰ نے یوم الفرقان (فیصلہ کُن دن) قرار دیا ہے، اس جنگ میں امتِ اسلامیہ کی تقدیر اور دعوتِ حق کے مستقبل کا فیصلہ ہوا جس پر پوری نسلِ انسانی کی قسمت کا انحصار تھا۔ یہ جنگ، مسلمانوں کی فتح مُبین اور مشرکین و کفار کی ذلت آمیز شکست پر ختم ہوئی، تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا ساری پارٹیوں اور گروہوں کو شکست دی"

قرآنِ مجید نے اس کیفیت کی ترجمانی اس آیت میں کی ہے:

"اور خدا نے جنگِ بدر میں بھی تمہاری مدد کی تھی اور اس وقت بھی تم بے سروسامان تھے۔ پس خدا سے ڈرو (اور ان احسانوں کو یاد کرو) تاکہ شکر کرو"

(آل عمران: ۱۲۳)

اس جنگ میں کفار کے ۷۰ نامی گرامی سردار قتل ہوئے اور ۷۰ ہی قیدی بنائے گئے اور مسلمانوں میں قریش کے ۶ اور انصار کے ۸ آدمی شہید ہوئے۔ (نبی رحمت: ج ۱، ص ۲۲۳)

(۲) غزوۂ اُحد:

غزوۂ اُحد کا ذکر، سورۂ آل عمران (آیت: ۱۳۹) سے شروع ہوتا ہے اور تقریباً آیت نمبر: ۱۸۰، پر ختم ہوتا ہے۔

(آیت: ۱۳۹) "دل شکستہ نہ کرو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم مومن ہو" (تفہیم القرآن)

یہ غزوہ شوال ۳ ھ میں پیش آیا۔ جنگِ بدر میں قریش کے ۷۰ سردار مارے گئے اور یہ واقعہ ان کے لئے ایک عظیم سانحہ سے کم نہ تھا۔ کفار ایک کثیر لشکر کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے، راستہ میں تھے کہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی اپنے ۳۰۰ آدمیوں کے ساتھ علیحدہ ہوکر واپس چلا گیا، جب کفار اور مسلمانوں کا مقابلہ ہوا تو حضرت حمزۃ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے خوب دادِ شجاعت دی، آخر جبیر بن مطعم کے غلام، وحشی کے ہاتھوں شہید ہوئے، اور اس جنگ میں مبلغِ اسلام حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔ مسلمانوں نے اس غزوہ میں سرفروشی و جانبازی کا حق

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ادا کردیا، اور راہِ حق کی ہر آزمائش میں پورے اترے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے مدد نازل فرمائی، اور اپنا وعدہ پورا فرمایا، مشرکین و کفار کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی، اور ان کی عورتوں نے، جو مردوں کو غیرت دلانے آئی تھیں، راہِ فرار اختیار کی۔

آنحضرت ﷺ نے اُحد پر ایک دستہ مقرر فرمایا تھا جس کو وہاں سے ہٹنے کی اجازت نہ تھی، لیکن جب مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور یہ مال غنیمت سمیٹنے لگے، تو اس دستہ نے درہ خالی کردیا حالانکہ ان کے امیر نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا، لیکن اس دستہ کے آدمیوں نے اپنے امیر کا حکم نہ مانا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے، جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، اس طرف سے حملہ کردیا۔ یہ حملہ ایسا شدید تھا، کہ مسلمان سنبھل نہ سکے اور مسلمانوں کو کافی ہزیمت اٹھانی پڑی، آنحضرت ﷺ بھی زخمی ہوگئے، اور اس وقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

> "وہ قوم کیسے کامیاب ہوسکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون سے تر کردیا۔ جو ان کو اپنے رب کی طرف بلاتا تھا۔" (سیرت ابن ہشام: ج ۲، ص ۷۸)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رقمطراز ہیں کہ

> "یہ دراصل فرار نہ تھا بلکہ جنگی حکمتِ عملی تھی، جو ہر فوج کو بوقتِ ضرورت اختیار کرنی پڑتی ہے پھر سنبھل کر دوبارہ حملہ آور ہوتی ہے، مسلمانوں کو اس موقع پر ہزیمت و آزمائش کی جس تلخی کا مزہ چکھنا پڑا اور ان کو جو جانی نقصان ہوا اور کثیر صحابہ جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے سرچشمۂ قوت اور رسول اللہ ﷺ کے حامی و پاسبان تھے، شہید ہوئے۔ وہ سب دراصل ان تیراندازوں کی لغزش اور چُوک کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے اس صریح حکم اور ہدایت کی آخری لمحہ تک تعمیل نہ کی، اور اپنی اُس پوزیشن کو چھوڑ دیا، جہاں ان کو رسول اللہ ﷺ نے تعینات فرمایا تھا۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

> "اور خدا نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، یعنی اس وقت جب کہ تم کافروں کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے، یہاں تک کہ جو تم چاہتے تھے، خدا نے تم کو دکھایا، اس کے بعد تم نے ہمت ہار دی، اور حکمِ پیغمبر میں جھگڑا کرنے لگے اور اس کی نافرمانی کی، بعض تو تم میں سے دنیا کے خواستگار تھے، بعض آخرت کے طالب، اس وقت خدا نے تم کو ان کے مقابلہ میں پھیر (کر بھگا) دیا تاکہ تمہاری آزمائش

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کرے، اور اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا، اور خدا مؤمنوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔" (آل عمران: ۱۵۲)

(نبیِ رحمت: ج۱، ص ۲۳۳)

(۳) غزوۂ حمراءُ الاسد

اس غزوہ کا ذکر سورۂ آل عمران (آیت ۱۷۲ تا ۱۷۵) میں یوں آیا ہے:

"جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا، ان میں جو اشخاص نیکوکار اور پرہیزگار ہیں، ان کے لئے بڑا اجر ہے، اور وہ جن لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں ان سے ڈرو، تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا۔ اور انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ آخرکار وہ اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ آئے، ان کو کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہنچا، اور اللہ کی رضا پر چلنے کا شرف بھی انہیں حاصل ہو گیا، اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا، جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا، لہٰذا آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحبِ ایمان ہو۔" (تفہیم القرآن)

دُشمنانِ دین (کفارِ مکہ) نے ایک دوسرے پر لعنت ملامت کی، کہ تم نے مسلمانوں کی قوت و شوکت کو مجروح کیا ہے، ان کا زور بھی توڑا ہے لیکن ان کی پوری سرکوبی کئے بغیر چھوڑ دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ دشمنوں کا تعاقب کیا جائے، حالانکہ مسلمان اس وقت زخموں سے چُور تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام امیر بنایا، اور ۸ میل تک حمراءُ الاسد تک مشرکین کا تعاقب کیا، اور آنحضرت ﷺ نے پیر، منگل اور بدھ تین دن وہاں قیام کیا، اس کے بعد مدینہ منورہ واپس آئے، یہ غزوہ بھی شوال ۳ ہجری، میں پیش آیا۔ (سیرت ابن ہشام: ج۲، ص ۳۸۸)

(۴) غزوۂ بدر الاخریٰ

اس کا تذکرہ سورۂ آل عمران (آیت ۱۷۳۔۱۷۴) میں آیا ہے:

"اور وہ جن لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں ان سے ڈرو، تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا، اور انہوں نے جواب دیا، کہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے، اور وہی بہترین کارساز ہے، آخر کار وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ آئے، ان کو کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہنچا اور اللہ کی رُضا پر انہیں چلنے کا شرف بھی حاصل ہو گیا، اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔"

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ:

آنحضرت ﷺ مدینہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو حاکم مقرر کر کے بدر میں پہنچے اور ۸ روز تک ابوسفیان کا انتظار کیا، لیکن ابوسفیان، مقامِ ظہران سے واپس مکہ چلا گیا، اور آنحضرت ﷺ مدینہ واپس تشریف لے گئے۔
(سیرت ابن ہشام: ج ۴، ص ۲۱۰)

یہ غزوہ ذی قعدہ، ۴ ہجری میں پیش آیا۔ (تاریخ الاحکام، ص: ۲۸۴)

(۵) غزوۂ بنو نضیر

اس غزوہ کا ذکر سورۃ الحشر (آیت: ۲) میں یوں آیا ہے:

"وہی ہے جس نے اہلِ کتاب کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا، تمہیں ہرگز یہ گمان نہ تھا، اور وہ بھی یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ ان کی گڑھیاں انہیں اللہ سے بچا لیں گی، مگر اللہ ایسے رُخ سے اُن پر آیا، جدھر اُن کا خیال بھی نہ گیا تھا۔ اس نے ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے بھی اپنے گھروں کو برباد کر رہے تھے اور مؤمنوں کے ہاتھوں بھی برباد کروا رہے تھے۔ پس عبرت حاصل کرو، اے دیدۂ بینا رکھنے والو۔"
(تفہیم القرآن)

یہود کے ساتھ یہ غزوۃ، ربیع الاول ۴ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

اس غزوہ کے بارے میں سیرۃ ابن ہشام میں ہے کہ:

مدینہ میں یہود کا ایک قبیلہ تھا، جو بنو نضیر کے نام سے مشہور تھا ان سے آنحضرت ﷺ نے بنی عامر کے دو مقتولین کی دیت میں مدد چاہی۔ ان کے اور بنی عامر کے درمیان عہد و معاہدہ تھا۔ بنی نضیر کے یہود نے آپ سے میٹھی باتیں کیں اور درپردہ آپ کے خلاف سازش کی، کہ آپ کو نقصان پہنچایا جائے۔ آپ کے ساتھ کئی صحابہ کرامؓ بھی موجود تھے، جن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہود کی سازش سے آگاہ کر دیا، اور آپ مدینہ واپس آگئے اور ان کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کر دی، آپ نے ان کا، ۷ دن تک محاصرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اتنا رُعب ڈالا، کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے خود درخواست کی کہ ہمیں آپ جلاوطن کر دیں، لیکن ان کے ساتھ جان کی امان بھی دیں، آپ نے ان کی درخواست قبول فرمائی، اور وہ جو سازوسامان اپنی ساتھ لے جاسکتے تھے، لے گئے، لیکن اسلحہ وغیرہ کی ان کو اجازت نہ تھی۔ یہود نے خود اپنے گھر اپنے ہاتھوں سے گرائے، اور جو سامان لے جانا چاہتے تھے، اونٹوں پر لاد کر روانہ ہو گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام: ج۱، ص۱۹۱)

یہود میں سے کچھ لوگ خیبر میں جاکر آباد ہو گئے، اور کچھ لوگ شام چلے گئے اور مسلمانوں کو ان کے مکر و فریب، سازش اور منافقت کے ایک بہت بڑے اڈے سے نجات ملی۔ اور جنگ کی نوبت بھی نہ آئی۔ ان کی جلاوطنی کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کا سب مال و دولت مہاجرینِ اولین میں تقسیم فرمادیا۔

(۶) غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب

اس غزوہ کا ذکر سورۂ احزاب (آیت ۹ تا ۱۱ اور ۲۵) میں یوں آیا ہے:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، یاد کرو اللہ کے احسان کو جو (ابھی ابھی) اس نے تم پر کیا ہے، جب لشکر تم پر چڑھ آئے، تو ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیج دی۔ اور ایسی فوجیں روانہ کیں جو تم کو نظر نہ آئی تھیں۔ اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا، جو تم لوگ اُس وقت کر رہے تھے۔ جب وہ اوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے، جب خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آگئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس وقت ایمان لانے والے خوب آزمائے گئے اور بُری طرح ہلا مارے گئے۔" (تفہیم القرآن)

آیت ۲۵: "اللہ نے کفار کا منہ پھیر دیا، وہ کوئی فائدہ حاصل کئے بغیر اپنے دل کی جلن لئے یونہی پلٹ گئے، اور مؤمنین کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لئے کافی ہو گیا، اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

غزوۂ خندق اور غزوۂ احزاب، ماہِ شوال ۵ ہجری میں پیش آیا۔ یہ دن، اُن اہم واقعات اور غزوات میں سے ہے جن کے اثرات اور اسلام اور مسلمانوں کی تاریخِ دعوتِ اسلامی کے مستقبل، دینِ حق کے فروغ اور اسلام کی پیش قدمی میں بہت دور رس ثابت ہوئے۔ یہ ایک فیصلہ کُن جنگ تھی، اور ایسی سخت آزمائش، جس کا تجربہ مسلمانوں کو اس سے پہلے نہیں ہوا تھا۔

اس غزوہ کا اَصل سبب یہود تھے، جنہوں نے قریش مکہ کو مسلمانوں کے خلاف آمادۂ جنگ کیا۔ قریش، یہود اور بنی غطفان کے لوگ، جن کی تعداد ۱۰ ہزار تھی، مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلے، قریش کی طرف سے سپہ سالار، ابوسفیان کو مقرر کیا گیا۔

آنحضرت ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے بہت سنجیدگی سے اس کا نوٹس لیا اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور مناسب یہی سمجھا کہ مدینہ میں قلعہ بند ہو کر ان کا مقابلہ کیا جائے۔ اس وقت لشکر اسلام کی تعداد ۳ ہزار تھی۔

اس موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے سامنے خندقیں کھودنے کا مشورہ دیا، آنحضرت ﷺ نے ان کے مشورہ کو پسند فرمایا، اور مدینہ کے شمال مغرب واقع میدان میں خندقیں کھودی گئیں۔ چنانچہ صحابہ کرام نے خندقیں کھودیں اور آنحضرت ﷺ بھی بنفسِ نفیس مسلمانوں کے ساتھ خندقیں کھودنے میں شریک ہوئے۔ اس غزوہ میں ایک طرف آنحضرت ﷺ نے اسلامی فتوحات کی پیش گوئی بھی فرمائی اور دوسری آپ سے کئی معجزات بھی ظاہر ہوئے۔ جن کی تفصیل کتبِ سیرت و تاریخ اور حدیث میں ملتی ہے۔

قریش نے بڑھ کر مدینہ کے مقابل پڑاؤ ڈالا۔ جن کی تعداد ۱۰ ہزار تھی، اور مسلمانوں کی تعداد ۳ ہزار تھی، خندق، دونوں لشکروں کے درمیان حائل تھی۔ دشمن نے مسلمانوں کا محاصرہ کیا، لیکن جنگ کی نوبت نہ آئی۔ البتہ کفار کے چند شہسواروں نے، ایک جگہ (جہاں خندق کی چوڑائی کم تھی) سے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور خندق پار کر گئے۔ اس میں عرب کا مشہور شہسوار، عمرو بن عبدِوُدّ بھی تھا۔ اس نے آواز لگائی کہ ہے کوئی میرا مقابلہ کرنے والا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کے سامنے آئے، اور اس سے کہا کہ اے عمرو! تم نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ قریش کا اگر کوئی شخص تمہیں دو باتوں کی دعوت دے گا، تو اس میں سے ایک بات کو ضرور قبول کرو گے۔ عمرو بن عبدوُدّ نے جواب دیا: ہاں، یہ صحیح ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلی بات یہ ہے کہ میں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اس نے جواب میں کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دوسری بات یہ ہے کہ تم میرے مقابلہ میں آؤ۔ کہنے لگا: کیوں میرے بھتیجے؟ بخدا میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت علی نے فرمایا: لیکن خدا کی قسم میں تمہیں ضرور قتل کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ دونوں میں مقابلہ ہوا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا۔

مشرکین کی طرف سے محاصرہ، ایک ماہ جاری رہا اور مسلمانوں کو بہت سی تکالیف برداشت کرنا پڑیں اور منافقین کا نفاق بھی ظاہر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ کفار کے لشکر پر سرد و یخ بستہ راتوں میں ایسی ہوا چلی، کہ ان کے خیمے اُکھڑ گئے، اور کھانے پینے کا سامان درہم برہم ہو گیا۔ یہ منظر دیکھ کر ابو سفیان نے اعلان کیا کہ اب ہمیں واپس چلے جانا چاہئے۔ چنانچہ قریش نے کوچ کیا۔ اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے بھی مدینہ کا رخ کیا۔ (نبی رحمت: ج ۱، ص ۲۴۹ تا ۲۶۰، ملخص)

قرآن مجید نے اس واقعہ کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے:

"مؤمنو! خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو، جو اس نے تم پر اس وقت کی، جب فوجیں تم پر حملہ کرنے کو آئیں، تو ہم نے ان پر ہوا بھیجی، اور ایسے لشکر نازل کئے، جن کو تم دیکھ نہیں سکتے تھے، اور جو کام تم کرتے ہو، خدا ان کو دیکھ رہا ہے۔ (احزاب: ۹)

اور جو کافر تھے، ان کو خدا نے پھیر دیا اور وہ اپنے غصہ میں بھرے ہوئے تھے۔ کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے اور خدا مؤمنوں کو لڑائی کے بارے میں کافی ہوا، اور خدا طاقتور اور زبردست ہے۔ (احزاب: ۲۵)

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سال کے بعد سے اَب قریش تم پر چڑھ کر نہ آئیں گے، بلکہ تم ہی اُن پر حملہ آور ہو گے۔ (سیرت ابنِ کثیر: ج ۳، ص ۲۲۱)

غزوۂ خندق میں مسلمانوں کے ۷ آدمی شہید ہوئے اور مشرکین کے ۴ آدمی قتل ہوئے۔ (نبی رحمت: ج ۱، ص ۲۶۱)

(۷) غزوہ بنو قریظة

اس غزوہ کا ذکر سورۂ احزاب کی آیت ۲۶ اور ۲۷ میں آیا ہے:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"پھر اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے ان حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا، اللہ ان کی گھڑیوں سے اُنہیں اتار لایا، اور ان کے دلوں میں اس نے ایسا رُعب ڈالا کہ آج ان میں سے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے کو قید کر رہے ہو۔ اس نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے اموال کا وارث بنا دیا، اور وہ علاقہ تمہیں دے دیا جسے تم نے کبھی پامال نہ کیا تھا، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

یہ غزوہ، ذی قعدہ ۵ ہجری میں پیش آیا۔ اس غزوہ کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے یہود کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کیا تھا، جو میثاقِ مدینہ کے نام سے مشہور و معروف ہے اور سیرۃ ابن ہشام میں یہ مکمل معاہدہ درج ہے۔ اس معاہدہ میں یہ دفعات بھی شامل تھیں:

یہود میں، جو ہمارا ساتھ دے گا اس کے ساتھ تعاون اور مساوات کا معاملہ کیا جائے گا، نہ ان پر ظلم کیا جائے گا اور نہ ان کے خلاف مدد دی جائے گی۔ مدینہ کا کوئی مشرک، قریش کے جان و مال کو اَمان اور پناہ دے گا اور نہ کسی مؤمن کے مقابلہ میں اس کے لئے سینہ سپر ہوگا۔ یہود لڑائی میں جب تک شریک رہیں گے اور مسلمانوں کی طرح اس کے اِخراجات بھی برداشت کریں گے۔ یہود کے قبائل مسلمانوں کے ساتھ ایک قوم کی طرح رہیں گے، یہودیوں کو اپنے مذہب کی آزادی رہے گی، مسلمانوں کو اپنے مذہب کی، اور وہ اپنے ماتحتوں، غلاموں اور اپنے معاملہ میں پوری طرح بااختیار ہوں گے۔ جنگ میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ان پر لازم ہوگا۔ جائز امور اور اطاعتِ الٰہی کی حدود کے اندر خیر خواہی، خلوص اور صلاح کا رویہ رکھنا ہوگا۔ یثرب (مدینہ) پر حملہ ہوا، تو وہ مشترکہ طور پر اس کا مقابلہ کریں گے۔ (نبی رحمت: ج ۱، ص ۲۶۲، ۲۶۳)

لیکن بنو نضیر کے سردار حُیَیّ بن اخطب یہودی نے بنو قریظۃ کو مسلمانوں سے عہد شکنی اور قریش سے اتحاد و دوستی پر آمادہ کر لیا۔ جب آنحضرت ﷺ کو بنو قریظۃ کی عہد شکنی کی اطلاع ملی، تو آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ، جو اوس کے سردار تھے (اوس، بنو قریظۃ کے حلیف تھے) اور خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کو تحقیق کے لئے بھیجا۔ ان لوگوں نے آکر آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی کہ آپ نے جو سُنا، وہ بالکل صحیح ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اور محمد ﷺ کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ اور مسلمان جب غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور مدینہ پہنچ کر سب مسلمانوں نے اپنے ہتھیار رکھ دیئے، تو حضرت جرائیل تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ سے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس پر حضرت جرائیل نے کہا کہ فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے بنو قریظۃ کی طرف کُوچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اعلان فرمایا کہ نماز عصر بنو قریظۃ میں پڑھی جائے۔ سو آنحضرت ﷺ معہ اپنے لشکر کے بنو قریظۃ کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ ۲۵ یوم جاری رہا۔ یہاں تک کہ بنو قریظۃ اس محاصرہ سے تنگ آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔

محاصرہ کے دوران بنو قریظۃ نے آنحضرت ﷺ کو پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس بنی عمرو بن عوف کو بھیجیں، تاکہ ہم ان سے صلاح مشورہ کر سکیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا، جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے، تو ان کے مرد، عورتوں اور بچوں نے رونا شروع کر دیا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا دل پسیج گیا۔ اس کے بعد بنو قریظۃ کے لوگ کہنے لگے: کہ کیا محمد ﷺ کے فیصلہ پر سرِ تسلیم خم کر دیا جائے؟ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، اور اس کے ساتھ گلے پر ہاتھ پھیر کر اس کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابھی وہاں ہی تھا کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خیانت کی ہے، چنانچہ فوراً واپس آئے اور آنحضرت ﷺ سے ملے بغیر مسجد نبوی میں ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا اور اعلان کیا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میرا قصور معاف نہ فرمائے گا۔ اس وقت تک اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور یہ آیت نازل ہوئی:

> "اور کچھ لوگ ہیں کہ اپنے گناہوں کا صاف اقرار کرتے ہیں۔ انہوں نے اچھے اور بُرے عملوں کو ملا جلا دیا تھا۔ قریب ہے کہ خدا ان پر مہربانی سے توجہ فرمائے، بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (توبہ: ۱۰۲)

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ ۲۰ روز ستون سے بندھے رہے، صرف نماز کے لئے ان کی بیوی ان کو کھولتی، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان کو ستون سے کھولا۔

اس کے بعد بنو قریظۃ نے اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کو اپنا "حَکَم" تسلیم کیا،

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حضرت سعد بن معاذ نے فیصلہ کیا کہ:

میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں، ان کا مال تقسیم کر لیا جائے، بچے اور عورتیں غلام بنا لئے جائیں۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے سعد! تم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ (نبی رحمت: ۲۶۲ تا ۲۶۷، ملخص)

آنحضرت ﷺ نے بنو قریظۃ سے جو معاملہ فرمایا، وہ جنگی سیاست اور عرب کے یہودی قبائل کی سرشت اور اُفتادِ طبع کے مطابق تھا، ان کے لئے اسی قسم کی سخت اور عبرت ناک سزا کی ضرورت تھی، جس سے عہد شکنی کرنے والوں اور دھوکہ بازوں کو ہمیشہ کے لئے سبق مل جائے، اور آئندہ نسلیں اس سے عبرت پکڑیں۔

(۸) غزوۂ حُدیبیہ:

اس غزوہ کا ذکر سورۂ فتح کی آیت ۱۰، میں اس طرح آیا ہے:

"اے نبی! جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے تھے، وہ دراصل اللہ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ تھا۔ اب جو اس عہد کو توڑے گا، اس کی عہد شکنی کا وبال اس کی اپنی ہی ذات پر ہوگا اور جو اس عہد کو وفا کرے گا، جو اس نے اللہ سے کیا ہے، اللہ عنقریب اس کو بڑا اَجر عطا فرمائے گا۔ (تفہیم القرآن)

یہ غزوہ، ذی قعدہ ۶ ہجری میں ہوا۔ جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ ایک معاہدہ ہو گیا، قرآن مجید نے اس کو فتح مبین قرار دیا ہے۔ اس غزوہ کا تاریخی پس منظر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور بیتُ اللہ کا طواف کیا۔ یہ رؤیائے صادقہ سے تھا۔ لیکن اس میں زمانہ، مہینہ اور سال کا تعین نہ تھا۔ صحابہ کرام کو مدت سے اشتیاق تھا کہ وہ بیتُ اللہ کا طواف کریں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے عمرہ کا اِحرام باندھا، تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ آپ صرف زیارتِ بیت اللہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں (زادُ المعاد: ص ۳۸۰، ج ۱)

مقام عسفان پر آپ کو مخبر نے اطلاع دی کہ قریشِ مکہ آپ سے جنگ کے لئے آمادہ ہیں اور انہوں نے ایک خاصی فوج جمع کر لی ہے اور آپ کو وہ بیتُ اللہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر قیام کیا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کر مکہ مکرمہ بھیجا کہ آپ قریش سے جاکر کہیں کہ:

ہم جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے بلکہ عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں، ان کو اسلام کی دعوت بھی دینا۔ نیز آپ ﷺ نے حضرت عثمان سے یہ بھی فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں جو مسلمان مرد اور عورتیں ہیں، ان کو فتح کی بشارت دیں اور ان کو یہ خوشخبری بھی سنائیں کہ اللہ تعالیٰ مکہ میں اپنے دین کو غالب کرنے والا ہے یہاں تک کہ ایمان کو پوشیدہ رکھنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ (زاد المعاد: ص۳۸۱، ج۱)

جب حضرت عثمان مکہ پہنچے اور ابو سفیان اور دوسرے سربرآوردہ اشخاص سے ملے اور انہیں آنحضرت ﷺ کا پیغام سنایا۔ تو انہوں نے انکار کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کو طواف کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن حضرت عثمان نے فرمایا: جب تک آنحضرت ﷺ طواف نہ کرلیں گے، میں اس وقت تک طواف نہیں کرسکتا۔ (سیرت ابن ہشام: ج۲، ص۳۱۵)

ادھر یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان کو شہید کردیا گیا، آپ ﷺ نے تمام لوگوں سے ایک درخت کے نیچے بیعت لی اور حضرت عثمان کی طرف سے اپنے دستِ مبارک سے بیعت لی، اللہ تعالیٰ نے اس کو بیعتِ رضوان کا نام دیا ہے اور اس کا ذکر اس آیت میں ہے:

"اے پیغمبر! جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا اُن سے خوش ہوا اور جو صدق و خلوص ان کے دل میں تھا، وہ اس نے معلوم کرلیا تو ان پر تسلی نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت کی۔" (فتح: ۱۸)

جب قریش اس بات پر اَڑ گئے کہ ہم آنحضرت ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو اس سال مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، تو ایک معاہدہ پر بات ختم ہوئی، قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو معاہدہ کرنے کے لئے، آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور ایک معاہدہ طے ہوا جس کی شرائط یہ تھیں:

۱۔ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں۔
۲۔ اگلے سال آئیں اور صرف ۳ دن قیام کرکے چلے جائیں۔
۳۔ ہتھیار لگا کر نہ آئیں، صرف تلوار ساتھ لائیں، وہ بھی نیام میں اور نیام بھی چلبان (تھیلا وغیرہ) میں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۴۔ مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے کوئی مکہ میں رہ جانا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔

۵۔ کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ جائے تو واپس کردیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہ جائے تو واپس نہیں کیا جائے گا۔

۶۔ قبائلِ عرب کو اختیار ہوگا کہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ میں شریک ہوجائیں۔ (سیرۃ النبی ﷺ : ج۱، ص ۴۵۵-۴۵۶)

یہ شرطیں، بظاہر مسلمانوں کے سخت خلاف تھیں، اس کے بعد آنحضرت ﷺ صلح نامہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے قربانی کے جانور ذبح کئے اس کے بعد حجامت بنوائی اور جب لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اس فیصلہ میں تبدیلی نہیں ہوسکتی تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتارا۔ اس کے بعد آپ نے ۳ دن حدیبیہ میں قیام کیا اور اس کے بعد مدینہ روانہ ہوئے، تو راستہ میں یہ آیات نازل ہوئیں:

> "اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو فتح دی، صریح و صاف۔ تاکہ خدا آپ کے اگلے و پچھلے گناہ بخش دے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کردے اور آپ کو سیدھے راستہ پر چلائے اور خدا آپ کی زبردست مدد کرے۔" (الفتح: ۱ تا ۳)

تمام مسلمان جس چیز کو شکست سمجھتے تھے، خدا نے اس کو فتح کہا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے، انہوں نے تعجب سے پوچھا: کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں، سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تسکین ہوگئی اور آپ مطمئن ہوگئے۔ نتائجِ مابعد نے اس رازِ سربستہ کی عقدہ کشائی کی۔

یہ صلح، فتح و ظفر میں کیسے تبدیل ہوئی۔ آخر میں پیش آنے والے واقعات نے اس کو صحیح ثابت کیا، صلح کی وجہ سے مکہ مدینہ میں آمد و رفت شروع ہوئی۔ اور اس کے ساتھ ہی اسلام کے اقبال و ظفر کا ایک نیا دروازہ کھل گیا اور اسلام اس قدر تیزی سے جزیرۃ العرب میں پھیلا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس صلح نے ہی فتحِ مکہ کی راہ ہموار کی۔

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ:

> "اب تک مسلمان اور کفار ملتے جلتے نہ تھے۔ اب صلح کی وجہ سے آمد و رفت شروع ہوئی، خاندان اور تجارتی تعلقات کی وجہ سے کفار مدینہ میں آتے۔ اور

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مہینوں قیام کرتے اور مسلمانوں سے ملتے جلتے تھے۔ باتوں باتوں میں اسلامی مسائل کا تذکرہ آتا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ ہر مسلمان اِخلاص، حسن عمل، نیکو کاری، پاکیزہ اخلاق کی ایک زندہ تصویر تھا۔ جو مسلمان مکہ جاتے تھے، ان کی صورتیں یہی مناظر پیش کرتی تھیں۔ اس سے خود بخود کفار کے دل اسلام کی طرف کھنچے آتے تھے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ اس معاہدۂ صلح سے لے کر فتح مکہ تک، اس قدر کثرت سے لوگ اسلام لائے کہ کبھی نہیں لائے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (فاتِح شام) اور حضرت عمرو بن العاص (فاتِح مصر) کا اسلام لانا بھی اسی زمانہ کی یادگار ہے۔ (سیرۃ النبی: ج۱، ص۴۵۹)

امام ابنِ شہاب زہریؒ فرماتے ہیں کہ:

اسلام کو اس سے پہلے اتنی بڑی کوئی فتح نہیں ہوئی، جب فریقین (قریش اور مسلمان) میں صلح ہوئی۔ جنگ بندی کا اعلان ہوا اور لوگ بلاخوف و خطر ایک دوسرے سے ملنے لگے، اور ان کے ساتھ رہنے اور بات چیت کرنے کا موقع ملا۔ جس سمجھ دار آدمی سے اسلام کے بارے میں گفتگو کی گئی، وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔ تنہا ان دو برسوں میں اتنے آدمی اسلام میں داخل ہوئے، جتنے اب تک ہوئے تھے، بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ۔ (سیرۃ ابن ہشام: ص ۳۲۲، ج ۲)

(۶) غزوۂ خیبر:

اس غزوہ کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ الفتح، آیت ۱۸-۱۹ میں آیا ہے:

"اللہ مؤمنوں سے خوش ہوگیا، جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا، اس لئے ان پر سکینت نازل فرمائی۔ ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی اور بہت سا مالِ غنیمت ان کو عطا کردیا جو عنقریب حاصل کریں گے، اللہ زبردست اور حکیم ہے۔" (تفہیم القرآن)

غزوۂ خیبر، ۷ ہجری میں ہوا۔ اس میں جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں خیبر فتح ہوا اور یہود کو وہاں سے نکال دیا گیا۔ خیبر ایک یہودی آبادی تھی اور عرب میں یہودی قوت کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ یہود کا جنگی مستقر اور جزیرۃُ العرب میں ان کا آخری قلعہ تھا۔ بنو نضیر، مدینہ سے جلاوطن ہو کر خیبر میں آباد ہوگئے تھے۔ اور یہ لوگ آئے دن سازشوں میں مصروف رہتے تھے جنگ احزاب بھی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یہودی سازش کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئی اور اب یہ لوگ مسلمانوں کے خلاف تیاریوں میں مصروف تھے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ :

> یہ یہودی مسلمانوں کے خلاف برابر ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتے تھے اور اس بات کو کسی وقت بھی نہ بھولتے کہ ان کے دوسرے بھائیوں کے ساتھ جو ہوا ہے، وہی سب کچھ ان کے ساتھ بھی پیش آسکتا ہے۔ وہ قبیلہ غطفان کے ساتھ مل کر مدینہ طیبہ پر حملہ کی سازش کر رہے تھے اور رسول ﷺ نے بھی ارادہ فرمالیا کہ اب ان سے اور ان کی سازشوں سے نجات حاصل کرلی جائے اور اس محاذ کی طرف سے اطمینان اور یکسوئی حاصل ہو۔ یہ علاقہ مدینہ کے شمال مشرق میں ۷۰ میل کی مسافت پر واقع تھا۔ (نبی رحمت: ج ۲، ص ۳۶)

آنحضرت ﷺ نے حدیبیہ سے نکل کر مدینہ میں ذی الحجہ کا پورا مہینہ اور محرم کا کچھ حصہ قیام فرمایا، اور اس کے بعد خیبر کا رخ کیا، حضرت سباح بن عرفطة غفاری کو مدینہ کا امیر مقرر کیا۔ ازواجِ مطہرات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ساتھ تھیں۔ فوج کی تعداد ۱۶ سو تھی جن میں ۲ صد سوار اور باقی پیدل تھے۔

۲۔ آنحضرت ﷺ نے سب سے پہلے خیبر کے قلعوں کی طرف توجہ کی اور ایک ایک کرکے تمام قلعوں کو فتح کیا، ان قلعوں میں ایک قلعہ ایسا تھا جو نامور یہودی شہسوار، مرحب کا پایۂ تخت تھا۔ اس قلعہ کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سَر کیا۔ یہودی شہسوار مرحب یہ رجز پڑھتا ہوا سامنے آیا: ؏

خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں
دلیر ہوں، تجربہ کار ہوں، سلاح پوش ہوں

مرحب کے جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ رجز پڑھا:

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر رکھا تھا
میں شیر کی طرح مہیب و بد منظر ہوں

مرحب بڑے طمطراق سے آیا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس زور سے تلوار ماری کہ سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی۔ اس ضرب کی آواز فوج نے سنی اور مرحب وہیں ڈھیر ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(۱۰) فتحِ مکہ:

فتحِ مکہ کا ذکر سورۂ حدید کی آیت ۱۰، اور سورۂ نصر میں آیا ہے:

"آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، حالانکہ زمین اور آسمان کی میراث، اللہ کے لئے ہے۔ تم میں سے جو لوگ، فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہوسکتے جنہوں نے فتح سے پہلے خرچ اور جہاد کیا ہے۔ ان کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے کئے ہیں۔ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے باخبر ہے۔ (تفہیم القرآن)

سورۂ نصر:

"جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہوجائے اور (اے نبی) تم دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو، بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔" (تفہیم القرآن)

رمضان، ۸ ہجری میں مکہ فتح ہوا۔

آنحضرت ﷺ کا سب سے مقدم فرض، توحید خالص کا احیاء اور بیت اللہ کو بتوں کی آلائش، جھوٹ اور فحش کلامی کی گندگی و ناپاکی سے پاک و صاف کرنا تھا اور اس کے ساتھ مکہ مکرمہ کو اس کی پرانی حیثیت اور مرتبہ واپس دلانا تھا، اور بیت اللہ کو پوری انسانیت کے لئے سرچشمۂ ہدایت و برکت بنانا تھا، اور اس کے فیضانِ رحمت کو دنیا کے تمام انسانوں کے لئے عام کرنا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کرنے کے خاص اسباب پیدا فرمائے اور خود قریش کو نادانستہ طور پر اس کا باعث اور محرک بنایا اور ایک ایسا واقعہ ظہور پذیر ہوا جس نے مکہ فتح کرنے کے اسباب پیدا کردیئے۔ عرب کے دو قبائل، بنوبکر اور بنوخزاعہ تھے۔ بنوبکر نے قریش کی پشت پناہی قبول کی اور بنوخزاعہ نے آنحضرت ﷺ کی حمایت اور پشت پناہی پسند کی (سیرت ابن ہشام: ج ۲، ص ۳۹۰)

بنوبکر اور بنوخزاعہ میں پرانی دشمنی تھی ایک دن بنوبکر کے لوگوں نے بنوخزاعہ کے لوگوں پر حملہ کردیا، جس میں بنوخزاعہ کے کافی آدمی مارے گئے اور قریش نے بنوبکر کی مدد کی، جو معاہدہ حدیبیہ کی ایک شرط کی خلاف ورزی تھی۔ بنوخزاعہ کے آدمی مدینہ میں آنحضرت ﷺ کے پاس

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پہنچے اور بنوبکر و قریش کی زیادتیوں سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔ آنحضرت ﷺ کو اس کا بہت رنج ہوا۔ آپ ﷺ نے قریش کے پاس قاصد بھیجا اور تین شرطیں پیش کیں:

(۱) مقتولین کا خون بہا دیا جائے۔

(۲) قریش بنوبکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔

(۳) اعلان کر دیا جائے کہ معاہدہ حدیبیہ ختم ہو گیا ہے۔

قریش نے قاصد کو یہ پیغام دیا کہ صرف تیسری شرط منظور ہے۔ (زرقانی: ج۲، ص۳۳۶)

اس کے بعد ابوسفیان مکہ سے مدینہ پہنچا، آنحضرت ﷺ سے ملا، آپ سے گفتگو کی، لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملا، کہ آپ کوشش کریں کہ معاملہ کسی طرح رفع ہو جائے، لیکن کسی نے بھی حامی نہ بھری، اور ابوسفیان، مدینہ سے مکہ واپس آگیا۔

۱۰ رمضان، ۸ ہجری کو آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ سے ۱۰ ہزار فوج کے ساتھ مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں قبائل عرب بھی آپ کے ساتھ شامل ہو گئے، مرّالظھران پہنچ کر لشکر نے پڑاؤ کیا اور آنحضرت ﷺ نے تمام فوج کو آگ روشن کرنے کا حکم دیا، جس سے تمام صحرا "وادیٔ ایمن" بن گیا۔ قریش کو آپ کی آمد کی بھنک پڑ چکی تھی۔ ابوسفیان جاسوسی کی غرض سے اور حالات کا اندازہ کرنے کے لئے ادھر سے گزرا، تو اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ میں نے ایسا لشکر اور اس طرح کی روشنی، اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ ابوسفیان ایک طرح سے اسلامی فوج کے گھیرے میں تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کی اجازت مانگی لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے معافی دلوا دی اور اس وقت ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ ابوسفیان کو ایسی جگہ لے جائیں جہاں سے اسلامی دستوں کی پیش قدمی کا نظارہ ہو سکے۔ ابوسفیان نے جب یہ منظر دیکھا، تو حیران رہ گیا۔

حافظ ابن القیمؒ کہتے ہیں کہ:

> ابوسفیان نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ خدا کی شان، عباس رضی اللہ عنہ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، جو مہاجرین و انصار کے جلو میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: ان میں سے کسی کو اس سے پہلے یہ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

طاقت اور شان و شوکت حاصل نہ تھی۔ خدا کی قسم اے ابوالفضل! تمہارے بھتیجے کا اقتدار آج کی صبح کتنا عظیم ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابوسفیان، یہ نبوت کا معجزہ ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے بلند آواز سے اعلان کیا کہ اے قریش کے لوگو! یہ محمد ﷺ اتنی طاقت کے ساتھ تمہارے پاس آئے ہیں، جس کا تم کو کبھی تجربہ نہ ہوا ہوگا۔ اب جو ابوسفیان کے گھر میں آجائے گا، اس کو امان دی جائے گی۔ یہ لوگ سُن کر کہنے لگے: اللہ تم سے سمجھے تمہارے گھر کی حقیقت ہی کیا ہے۔ کہ ہم کو اس میں پناہ مل سکے، پھر انہوں نے کہا جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے گا اس کو امان ملے گی اور جو مسجد حرام میں چلا جائے گا، اس کو بھی امان ملے گی، چنانچہ لوگ منتشر ہو گئے، اپنے اپنے گھروں اور مسجد حرام میں پناہ گیر ہوئے۔ (زاد المعاد: ج۱، ص ۴۲۳)

آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ میں اس شان میں داخل ہوئے کہ سر مبارک، عبدیت و تواضع کے غلبہ سے جھک گیا تھا، اور آپ اس کے ساتھ سورۂ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے، اور یہ واقعہ ۲۱ رمضان (بروز جمعہ) ۸ ہجری کا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بیتُ اللہ کا طواف کیا اور اللہ کی شان، حرمِ محترم، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار تھا، اس کے اندر ۳۶۰ بُت تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک کمان تھی، آپ اس کمان سے بتوں کو ٹھوکر دیئے جاتے اور فرماتے تھے:

﴿ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴾

"حق آگیا اور باطل مِٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی"

اس کے ساتھ یہ تمام ایک ایک کر کے منہ کے بل گرتے جاتے (زاد المعاد: ج۱، ص ۴۲۴)

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے کعبہ سے نکلنے کے لئے دروازہ کھولا تو قریش پورے حرم میں صف بستہ کھڑے تھے اور منتظر تھے کہ آپ ﷺ کیا کرنے والے ہیں، آپ ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی کہتے ہیں کہ:

"شہنشاہ اسلام کا پہلا دربار عام تھا۔ خطبۂ سلطنت یعنی بارگاہِ واحدیت کی تقریر، خلافتِ الٰہی کے منصب سے رسول اللہ ﷺ نے ادا کی، جس کا خطاب صرف اہل مکہ سے نہیں بلکہ تمام عالم سے تھا۔"

آپ نے ارشاد فرمایا:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اس نے اپنے بندہ کی مدد کی اور تمام جتھوں کو تنہا توڑ دیا۔ ہاں اس نے تمام مفاخر، تمام انتقامات، خون بہائے قدیم اور تمام خون بہا، سب میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ صرف حرمِ کعبہ کی تولیت اور حجاج کی آب رسانی اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اے قوم قریش! اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔"

اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی:

"لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قوم اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو، اور خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے، جو زیادہ پرہیز گار ہے۔ بے شک خدا سب کچھ جاننے والا اور سب سے خبردار ہے۔" (سورۂ حجرات: ۱۳)....(زاد المعاد: ج۱، ص ۴۲۴)

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے قریش کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں آج تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ انہوں نے جواب میں کہا: ہم ایسی اُمید رکھتے ہیں کہ آپ کریم النفس شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء

"آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو"

اس کے بعد مکہ سے مدینہ روانہ ہوئے، حضرت عتاب بن اُسید کو مکہ کا گورنر مقرر کیا، اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال تھی۔ حالانکہ اس وقت سن رسیدہ اور اربابِ فضل و کمال موجود تھے یہ اس بات کی علامت ہے کہ عہدے اور منصب، اہلیت و صلاحیت کی بنیاد پر ملتے ہیں۔ (نبیِ رحمت: ج ۲، ص ۷۹، ۸۰)

(۱۱) غزوۂ حنین:

اس غزوہ کا ذکر سورۂ توبہ کی آیت ۲۵، ۲۶ میں آیا ہے:

"اللہ اس سے پہلے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کرچکا ہے۔ ابھی غزوۂ حنین

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے روز اس کی دستگیری کی شان تم دیکھ چکے ہو، اس روز تمہیں اپنی کثرت کا غرور تھا مگر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی، اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول اور مؤمنین پر نازل فرمائی اور وہ لشکر اُتارے جو تم کو نظر نہ آتے تھے اور منکرینِ حق کو سزا دی۔ کہ یہی بدلہ ہے، ان لوگوں کے لئے جو حق کا انکار کریں" (تفہیم القرآن)

یہ غزوۂ شوال ۸ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ "حُنین" مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے۔ اسلام کی فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو رہا تھا اور بہت سے قبائل نے اسلام قبول کرلیا تھا، لیکن قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور یہ قبیلہ بہت جنگجو اور فنونِ جنگ سے واقف تھا۔ اسلام جس قدر غلبہ حاصل کر رہا تھا، اس قدر اس قبیلہ کو سخت ناگواری محسوس ہوتی تھی۔

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رقمطراز ہیں کہ:

قبیلہ ہوازن، قریش کے بعد دوسرے درجہ کی طاقت سمجھی جاتی تھی۔ ان کے اور قریش کے درمیان رقابت اور مقابلہ کا جذبہ پہلے سے موجود تھا۔ چنانچہ قریش نے اسلام کی اُبھرتی ہوئی طاقت کے سامنے ہتھیار رکھ دیئے اور اپنی شکست تسلیم کرلی۔ لیکن ہوازن نے اپنا سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا، بلکہ اس کے اندر یہ جذبہ اور شوق پیدا ہو گیا کہ اسلام کی بیخ کُنی کا عظیم کارنامہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے، اور یہ فضلیت و شہرت اس کے نصیب میں آئے، اور لوگ کہیں کہ جو کام قریش نہ کر سکے اس کو ہوازن نے کر دکھایا۔ (نبی رحمت: ج ۲، ص ۸۱)

چنانچہ قبیلہ ہوازن کے سردار مالک بن عوف النصری نے اعلان جنگ کر دیا اور اس کے ساتھ قبیلۂ ثقیف وغیرہ بھی مل گیا۔ دوسری طرف آنحضرت ﷺ شوال ۸ ہجری میں ۱۲ ہزار فوج لے کر حُنین کی طرف بڑھے اور اسلامی فوج کے بعض آدمیوں کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ:

آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے!!

لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ نازش پسند نہ آئی اور اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

"اور حنین کا دن یاد کرو کہ جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے، لیکن وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تم پر تنگی کرنے لگی، پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نکلے، پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور ایسی فوجیں بھیجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔

(سورۂ توبہ: ۲۵-۲۶)

یہ بڑے معرکہ کی جنگ تھی۔ مسلمانوں پر اچانک حملہ ہوا، جس سے مسلمان گھبرا گئے آنحضرت ﷺ خچر پر سوار تھے اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے خچر کی لگام تھام رکھی تھی اور آپ فرماتے جاتے تھے:

انا النبی لا کذب ———— انا ابن عبد المطلب

"میں پیغمبر صادق ہوں ———— میں فرزند عبدالمطلب ہوں"

اس حالت میں مشرکین کی ایک جماعت آپ کے سامنے سے گزری، آپ نے مٹی کی ایک مٹھی ان پر پھینکی تو ان کی آنکھوں میں بھر گئی۔ اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مہاجرین و انصار کو آواز دو، انہوں نے نعرہ بلند کیا:

یا معشر الانصار ———— اے گروہ انصار!

یا اصحاب الشجرۃ ———— اے اصحابِ شجرہ (بیعت رضوان) والو!

اس نعرہ کے سُنتے ہی تمام فوج دفعتاً پلٹ پڑی، بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی اور لڑائی کا نقشہ بدل گیا۔ قبیلۂ ثقیف کے ۷۰ آدمی مارے گئے جن میں ان کا علم بردار بھی شامل تھا، اور قبیلہ ہوازن کے آدمیوں نے بھاگ کر طائف میں پناہ لی، جن میں ان کا سپہ سالار مالک بن عوف بھی شامل تھا۔

اسیرانِ جنگ کی تعداد ہزاروں سے زیادہ تھی۔ ان میں حضرت شیمؓا بھی شامل تھیں جو آنحضرت ﷺ کی رضاعی بہن تھیں۔

مولانا شبلی نعمانی، طبقاتِ ابن سعد کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

اسیران جنگ کی تعداد ہزاروں سے زیادہ تھی۔ ان میں حضرت شیما بھی تھیں، جو رسول ﷺ کی رضاعی بہن تھیں۔ لوگوں نے جب ان کو گرفتار کیا، تو انہوں نے کہا کہ میں تمہارے پیغمبر کی بہن ہوں۔ لوگ تصدیق کے لئے آنحضرت ﷺ کے پاس لائے، انہوں نے پیٹھ کھول کر دکھائی کہ ایک دفعہ بچپن میں آپ نے دانت سے کاٹا تھا، یہ اس کا نشان ہے۔ فرطِ محبت سے آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

آئے۔ ان کے بیٹھنے کے لئے خود، ردائے مبارک بچھائی، محبت کی باتیں کیں، چند شتر اور بکریاں عنایت فرمائیں اور ارشاد کیا کہ جی چاہے تو میرے گھر چل کر رہو اور گھر جانا چاہو تو وہاں پہنچا دیا جائے۔ انہوں نے خاندان کی محبت سے وطن جانا چاہا، چنانچہ عزت و احترام کے ساتھ پہنچا دی گئیں۔ (سیرۃ النبی: ج۱، ص۵۴۰،۵۴۱)

غزوۂ حنین کے بعد عربوں کے سینے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو آگ سُلگ رہی تھی، وہ ٹھنڈی پڑ گئی، اور اس لڑائی نے ان کے تمام اَرمانوں پر پانی پھیر دیا، ان کی طاقت ختم ہوگئی جمعیت ذلیل ہوگئی اور ان کے دِل اسلام کے لئے کُھل گئے، غزوۂ حنین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف، کفار کی آخری جنگ تھی۔

(۱۲) غزوۂ تبوک:

اس غزوہ کا ذکر، سورۂ توبہ کی آیت ۳۸ سے شروع ہوتا ہے اور سورۃ توبہ میں اس غزوہ کے بہت سے واقعات کی تفصیل ہے اور تقریباً آخر سورت تک، اسی غزوہ کا تذکرہ ہے:

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے کے لئے کہا گیا تو تم زمین سے چمٹ کر رہ گئے۔ کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کرلیا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ دنیوی زندگی کا یہ سب سروسامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا۔" (تفہیم القرآن)

غزوۂ تبوک رجب ۹ ہجری میں ہوا۔ جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ یہ آخری غزوہ تھا جس میں آنحضرت ﷺ نے شرکت فرمائی۔ تبوک ایک مشہور مقام ہے جو مدینہ منورہ اور دمشق کے درمیان نصف فاصلہ پر ہے، اس وقت یہ ایک اہم سعودی چھاؤنی ہے اور مدینہ منورہ سے سات سو کلومیٹر دور ہے۔

یہ غزوہ اس طرح پیش آیا کہ آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی کہ رومیوں نے ایک لشکرِ جرار جمع کیا ہے اور فوج کو سال بھر کی تنخواہیں تقسیم کردی ہیں اور فوج میں لخم، جذام اور غسان کے قبائل عرب بھی شامل ہوگئے ہیں۔

یہ غزوہ، رجب ۹ ہجری میں پیش آیا۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ آپ ﷺ ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ مدینہ سے نکلے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنے حرم کی حفاظت کے لئے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

چھوڑ گئے۔ اتنی بڑی فوج اس سے پہلے کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوئی۔ تبوک پہنچ کر آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ خبر صحیح نہ تھی لیکن اصلیت سے بالکل خالی بھی نہ تھی۔ آپ ﷺ نے تبوک میں ۲۰ دن تک قیام کیا۔ ایلہ کا سردار حاضر خدمت ہوا اور جزیہ دینا منظور کیا، اس کے بعد آنحضرت ﷺ واپس تشریف لائے (سیرۃ ابن ہشام: ج۲، ص۵۲۷)

غزوۂ تبوک کے دوران کئی اہم واقعات پیش آئے، جس کی مختصر تفصیل یہ ہے:

سب سے پہلا واقعہ یہ پیش آیا کہ تبوک روانگی کے وقت، منافقین نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں درخواست کی کہ ہم نے بیماروں اور معذوروں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اس میں ایک نماز ادا کریں تو مقبول ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تو اس وقت تبوک جا رہا ہوں۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو آپ نے حکم دیا کہ اس مسجد کو آگ لگا دیں، یہ مسجد ضرار ہے۔ اس مسجد کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں:

> "کچھ اور لوگ ہیں، جنہوں نے ایک مسجد بنائی۔ اس غرض کے لئے کہ (دعوتِ حق کو) نقصان پہنچائیں اور (خدا کی بندگی کرنے کے بجائے) کفر کریں، اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اس شخص کے لئے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے خدا اور اس کے رسول کے خلاف برسرپیکار ہو چکا ہے، وہ ضرور قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا کسی دوسری چیز کا نہ تھا، مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں۔ تم ہرگز اس عمارت پر کھڑا نہ ہونا، جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہی اس کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں عبادت کے لئے کھڑے ہو، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔" (سورۃ التوبہ: ۱۰۷، ۱۰۸)

غزوۂ تبوک میں ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ ایک صحابی عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ انہوں نے جب اسلام قبول کیا تو ایک چادر لے کر آئے تھے اور چادر کے دو ٹکڑے، انہوں نے بنالئے۔ ایک سے تہبند کا کام لیا اور دوسرے کو اپنے اوپر اوڑھ لیا، جب تبوک میں ان کا انتقال ہوا تو آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تاریکی میں جنازہ کی متابعت کی، قبر تیار ہوئی۔ تو آنحضرت ﷺ خود قبر میں پہلے اُترے، حضرت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قبر میں اُتارا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کو میرے قریب کرو، آپ نے حضرت عبداللہ کو لحد میں لٹا دیا اور فرمایا: ''اے اللہ میں اس سے راضی ہوں، تو بھی اس سے راضی ہو جا''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔

(سیرۃ ابن ہشام: ج ۲، ص ۵۲۸)

غزوۂ تبوک میں ایک واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ تین صحابہ کرامؓ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے۔ وہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، مرارۃ بن الربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ تھے، یہ لوگ سابقین اولین میں سے تھے، اسلام کے لئے ان کی بہت قربانیاں تھیں، اور راہ حق میں مصائب و آلام سے دو چار ہوئے تھے۔ مرارۃ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ تو جنگِ بدر میں بھی شریک تھے۔ غزوات سے فرار یا دور رہنا ان کی فطرت اور عادت سے دور تھا۔ ان تینوں حضرات نے آنحضرت ﷺ سے صحیح حقیقت بیان کی اور جھوٹ نہیں بولا، سچ بیان کیا، جب کہ دوسری طرف لوگ باتیں بنا کر معافی حاصل کر رہے تھے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ:

> اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کے امتحان، رسول اللہ ﷺ سے ان کی محبت، اسلام سے ان کی وفاداری اور مصیبت و راحت، ہر حالت میں اس پر ثابت قدمی اور لوگوں کی عزت و تعظیم اور جفا و بے نیازی، رسول اللہ ﷺ کی توجہ و اظہار تعلق اور آپ ﷺ کے اعراض و بے توجہی، غرض دونوں حالت میں وفاداری کا ایسا سخت امتحان لیا جس کی نظیر ہمیں مذہبی معاشروں اور جماعتوں میں (جو ایمان و عقیدہ اور محبت و جذبات پر قائم ہوتی ہیں) کہیں نہیں ملتی، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اس وقت سچ بولے اور جو کچھ حقیقت تھی، بے کم وکاست بیان کر دی، جب لوگ باتیں بنا کر معافی حاصل کر رہے تھے۔ انہوں نے اس وقت خود اپنے خلاف گواہی دی، جب منافقین اپنے آپ کو اس سے ہر طرح بَری قرار دے رہے تھے۔ (نبیِ رحمت: ج ۲، ص ۱۱۰،۱۱۱)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنا قصہ خود بیان کیا ہے، جس کو امام بخاری نے اپنی کتاب الجامع الصحیح میں تفصیل سے نقل کیا ہے۔ ان کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ بیوی بھی علیحدہ کر دی

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

گئی۔

اللہ تعالیٰ نے ان تینوں اصحاب کا امتحان لیا، امتحان میں یہ اصحاب کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا تذکرہ کرکے ان کو بقاءِ دوام عطاء کی، اور ان کے واقعہ نے مسلمانوں کے لئے اَبَدُالآباد تک ایک سبق اور سامانِ عبرت و نصیحت فراہم کردیا، اور ان کی قوتِ ایمانی اور حُسنِ اسلام کا پورا ثبوت مل گیا، زمین کشادہ ہونے کے باوجود ان پر تنگ ہو چکی تھی، بلکہ خود ان کے نفس ان کے لئے تنگ تھے مگر وہ جادۂ حق سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں ہٹے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے اوپر سے ان کی قبولیت کا اعلان فرمایا:

> "بے شک خدا نے پیغمبر پر مہربانی کی اور مہاجرین و انصار پر، جو باوجود اس کے کہ ان میں سے بعضوں کے دل پھر جانے کو تھے، مشکل کی گھڑی میں پیغمبر کے ساتھ رہے۔ پھر خدا نے ان پر مہربانی فرمائی، بے شک وہ ان پر نہایت شفقت کرنے والا اور مہربان ہے۔ اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا، یہاں تک کہ زمین باوجود فراخی کے ان پر تنگ ہوگئی اور ان کی جانیں بھی ان پر دوبھر ہوگئیں، اور انہوں نے جان لیا کہ خدا کے ہاتھ سے خود اس کے سوا کوئی پناہ نہیں، پھر خدا نے ان پر مہربانی کی تاکہ توبہ کریں، بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔" (سورۃ التوبہ: ۱۱۷، ۱۱۸)

غزوات پر ایک نظر:

غزواتِ نبوی، جن کی تعداد ۸۶ ہے۔ ان میں غزوات ۲۶، اور سرایا ۶۰ ہیں۔ ان تمام غزوات و سرایا میں جو آنحضرت ﷺ کے حکم سے بھیجے گئے، جتنا خون بہایا گیا، جنگوں کی پوری تاریخ میں ہمیں اس سے کم کوئی مقدار نظر نہیں آتی۔ مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے ان تمام غزوات میں مقتولین کی تعداد (۱۰۱۸) بتائی ہے۔

یہ تمام غزوات قرآن مجید کے اصول یعنی مدافعتِ ظلم، حفاظت دعوتِ اسلام اور مصالحت کرنے والوں کے ساتھ میلان اور مصالحت کے مطابق واقع ہوئے اور آپ ﷺ کی زندگی کے آخری زمانہ تک تمام جزیرۂ عرب آپ کے زیرِ اقتدار آگیا۔

☆ ☆ ☆

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ